وَمَآ أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِينَ

اسلام میں غیر مسلموں کے حقوق

فوائد، حکمتیں اور شبہات کا ازالہ

فضیلۃ الاستاذ: خاور رشید بٹ

انچارج شعبہ تقابل ادیان و سیرت سیکشن

ادارہ: حقوق الناس ویلفیئر فاؤنڈیشن، لاہور

Huqooq-un-Naas

لَا یَنۡہٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیۡنَ لَمۡ یُقَاتِلُوۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ وَلَمۡ یُخۡرِجُوۡکُمۡ مِّنۡ دِیَارِکُمۡ
اَنۡ تَبَرُّوۡہُمۡ وَتُقۡسِطُوۡۤا اِلَیۡہِمۡ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُقۡسِطِیۡنَ.

’’جن لوگوں نے تم سے دین کے معاملے میں لڑائی نہیں کی اور تمہیں جلاوطن نہیں کیا ان کے ساتھ اچھا سلوک واحسان کرنے اور منصفانہ برتاؤ کرنے سے اللہ تمہیں نہیں روکتا بلکہ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔‘‘

اسلام میں غیر مسلموں کے حقوق؟

فوائد، حکمتیں اور شبہات کا ازالہ

تالیف

فضیلۃ الاستاذ خاور رشید بٹ
انچارج شعبہ تقابل ادیان وسیرت سیکشن
ادارہ حقوق الناس ویلفیئر فاؤنڈیشن، لاہور

نام کتاب: اسلام میں غیر مسلموں کے حقوق

تالیف: فضیلۃ الاستاذ خاور رشید بٹ

تعداد: ایک ہزار

سال اشاعت: 2018ء

ناشر: ادارہ حقوق الناس ویلفیئر فاؤنڈیشن، لاہور

ایڈریس: پیاری ہاؤس 21-A، بلاک-L، عقب نیو جوبلی لائف انشورنس، گلبرگ-III، لاہور

رابطہ: 0321-4115721، 042-36109672

ای میل: info@huqooq.org,

waris@huqooq.org

ویب سائٹ: www.huqooq.org

بنک: البرکۃ بنک، شادمان برانچ، لاہور

اکاؤنٹ: 0100273648015

قیمت: Rs. /-

فہرست

❀ تقریظ-- 5
❀ مقدمہ --- 8
❀ کن غیر مسلموں سے اچھا برتاؤ کیا جائے گا؟ ---------------------10
❀ غیر مسلم تعلیم کے حصول کے لیے مسلمانوں کے پاس آسکتا ہے -------10
❀ مذہبی اختلاف اپنی جگہ لیکن جہاں انصاف کی بات آئے گی وہاں حق کا ساتھ دیا جائے گا خواہ وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہوں-------------------------- 11
❀ غیر مسلموں پر ظلم و زیادتی کرنے والوں کو اللہ سے ڈرنا چاہیے مبادا اس کی پکڑ کا شکار ہو جائیں ---------------------------------12
❀ غیر مسلم والدین کے ساتھ حسن سلوک -------------------------14
❀ حدیث مبارکہ --15
❀ غیر مسلم بطور مہمان -------------------------------------15
❀ حدیث مبارکہ --16
❀ غیر مسلم کی عیادت ---------------------------------------17
❀ غیر مسلم کی میت کا احترام-----------------------------------18
❀ غیر مسلم کو تحفہ دینا---18
❀ احادیث مبارکہ --19
❀ غیر مسلموں سے تحفہ قبول کرنا ------------------------------19

❀ غیر مسلم کے ہاتھ کی پکی چیز کھانا ----------------------------------20

❀ احادیث مبارکہ ---21

❀ غیر مسلموں کے برتن میں کھانا ------------------------------------21

❀ اہل کتاب (یہود و عیسائی) کی پاک دامن عورت سے شادی کی جاسکتی ہے-23

❀ احادیث مبارکہ ---24

❀ غیر مسلم سے کاروباری شراکت -----------------------------------24

❀ غیر مسلم کو ملازم رکھنا ---24

❀ غیر مسلم کی نوکری کرنا --25

❀ احادیث مبارکہ ---25

❀ شبہات اور ان کا ازالہ--27

❀ پہلا شبہ --27

❀ دوسرا شبہ --29

❀ تیسرا شبہ --30

❀ چوتھا شبہ --34

❀ پانچواں شبہ --47

❀ چھٹا شبہ --48

❀❀❀❀❀

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

﴿وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ﴾

''اور نہیں بھیجا ہم نے آپکو مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر۔''

حضرت مسیح علیہ السلام کی نبوت کے تقریباً سوا چھے سو سال تک نبوت و رسالت کا سلسلہ منقطع رہا اس طویل عرصے میں کچھ تو الٰہی تعلیمات گردشِ ایام کی تاب نہ لاتے ہوئے اپنی اصلی حالت میں برقرار نہ رہ سکی اور باقی ماندہ تعلیم مذہبی رہنماؤں کی غلط تشریحات وخواہشات کی بھینٹ چڑھ گئی لہٰذا حضرت انسان تعلیماتِ الٰہیہ سے انحراف کے سبب کفر وشرک اور افعال بد کی ایک ایسی دلدل میں پھنس چکا تھا کہ جہاں ہر چہار سو دین الٰہی کا چہرہ مسخ ہو چکا تھا کفر وشرک کی حکمرانی تھی خانہ خدا بتوں کی سجدہ گاہ کا منظر پیش کر رہا تھا، جہالت وضلالت کے سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے ،ظلم و بربریت کا سکہ رواں تھا، شیطانیت برہنہ رقص کناں تھی، دجل، فریب، جھوٹ، لوٹ کھسوٹ پر مبنی انفرادی و اجتماعی زیادتیوں پر بلکتا ہوا انسان شرف انسانیت پر نوحہ کر رہا تھا ، دختر حواء کے برہنہ سر پر دست شفقت رکھنے والا کوئی نہ تھا،لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیا جاتا غلام، اور لونڈیوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ دیا جاتا مگر کوئی پوچھنے والا نا تھا ، عدل، انصاف اور مساوات کے الفاظ اپنا مفہوم کھو چکے تھے ، اس حواس باختہ اور بے ہنگم معاشرے میں رشتوں کا احترام ہمسائے، مسافر اور غلاموں کے حقوق اور کسی ضابطہ اخلاق کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا اس شیطانی تہذیب وتمدن کا محل وقوع صرف جزیرہ نما عرب ہی

نہیں بلکہ تقریباً پوری دنیا ہی اعتقادی، اخلاقی اور معاشرتی برائیوں کا شکار ہو چکی تھی کیا ہی قریب تھا کہ اولادِ آدم اپنے انجام بد کی بدولت ہلاک کر دی جاتی مگر ایسے وقت میں رب تعالیٰ نے اپنے حبیب جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو دنیا میں رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْن بنا کر بھیجا جنہوں نے نورِ وحی کی روشنی میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کا مکمل ومفصل ایک ایسا نظام دیا کہ جسکی مثال انسانی تاریخ میں ملنا مشکل ہے تعلیماتِ اسلام و پیغمبرِ اسلام بنی نوع انسان کے لئے کسی معجزہ سے کم نہیں کیونکہ آپ نے صرف پیروانِ اسلام کے حقوق ہی نہیں بلکہ نباتات، جمادات وحیوانات کے حقوق کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں کے حقوق بھی وضع کر دیئے اور اس پر مہرِ تصدیق ثبت کرتے ہوئے ان حقوق کی ادائیگی پر اجر وثواب اور انحراف پر عذاب کا فیصلہ کر دیا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ میں اور میرے جیسے ہزاروں لاکھوں غیر مسلم حضرات و خواتین ایسی ہی تعلیمات اسلام سے متاثر ہو کر مسلمان ہو رہے ہیں۔

جبکہ دوسری جانب دنیا میں غیر مسلموں کا ایک جم غفیر مسلمانوں سے خوفزدہ نظر آتا ہے جس کی بنیادی وجہ مسلم معاشرے کی علم سے بے رغبتی و بے عملی اور غیر مسلموں کے حقوق کی ادائیگی میں انتہا درجہ کی سستی ہے۔

ہمیشہ ہی سے ایسی ایک کتاب کی کمی محسوس کر رہا تھا کہ جو اہلِ اسلام کی سُستی اور غیر مسلموں کی غلط فہمی دور کرنے کے لئے معاون ثابت ہو سکے۔

لہٰذا جہاں غیر مسلموں کے سوالات، اعتراضات واشکالات کے ازالے کے لئے نبی ﷺ کی خانگی زندگی، رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْن کے اصول جنگ، اور وہ نبی جیسے اہم موضوعات پر کتابیں شائع کی وہیں اس کتاب کی تصنیف و اشاعت کا اعزاز بھی حقوق الناس ویلفیئر فاؤنڈیشن کے حصے میں آیا۔

اس عظیم خدمت پر ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اور فضیلۃ الاستاذ مولانا خاور رشید بٹ صاحب کا جنہوں نے اس عاجز کی درخواست پر نہایت عرق ریزی اور خوش اسلوبی سے زیرِ نظر کتاب کو مرتب کیا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے استادِ محترم کو بحر علوم سے گوہر نایاب نکالنے اور تقابلِ ادیان کی بلند چوٹیوں پر عقابی پرواز جیسی جن صلاحیتوں سے نوازا ہے یہ کتاب اسکی مثال آپ ہے۔

ہمارے نہایت تابعدار، ومخلص بھائی عبد الرحمٰن نواز جن کی اس کتاب میں خصوصی معاونت و دیگر خدمات کا قرض عاجز ہمیشہ اپنے کاندھوں پر محسوس کرتا ہے۔اور شعبہ کمپوزنگ اور ڈیزائننگ میں بھائی سہیل شوکت اور عدیل بھی خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں کہ جنہوں نے محنت اور اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اس کتاب کو پائے تکمیل تک پہنچایا۔

میری دعا ہے کہ اللہ اس کتاب کے مصنف،تمام معاونین اورا یگزیکٹو باڈی کی خدمات حسنہ کو قبول فرمائے اور اس کتاب کو متلاشیان حق کے لئے نافع اور مفید بنائے۔آمین!

عبدالوارث

جنرل سیکرٹری حقوق الناس سنٹر فار نیو مسلمز

❁❁❁❁❁

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدمہ

پہلے انسان ہی سے الٰہی رہنمائی کا بندوبست کر دیا گیا تا کہ اس کے مطابق زندگی گزار کر لوگ ابدی زندگی حاصل کر سکیں۔

یہ سلسلہ ہدایت مختلف ادوار میں سے ہوتا ہوا پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد ﷺ پر پورا ہوا اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود اٹھائی۔اس رہنمائی کو اسلام کہا جاتا ہے کہ جس کے زیر سایہ ہر طرح کا سکون و عافیت ہے۔رہنمائی کا یہ نظام چونکہ دین برحق ہے اور قیامت تک کے لیے ہے، اس لیے اس میں ایسے اصول وضوابط بیان کر دیئے گئے جن کو لے کر انسان دنیا کا بہترین انسان بن سکتا ہے۔

سابقہ مذاہب جو دراصل ایک ہی مذہب اسلام تھا لیکن مرور زمانہ کے ساتھ گمراہ لوگوں نے اس میں تحریف وتبدیلی کردی اس لیے ان کا تمام تر خطاب اپنے ماننے والوں پر ہے اور دوسروں کو کہیں کتوں سے تشبیہ دی جاتی ہے اور کہیں ان کے شیر خوار بچوں تک کو بھی قتل کر دیا جاتا ہے لیکن دین اسلام میں جہاں اس کے ماننے والوں کے حقوق ملتے ہیں وہاں اس کے نہ ماننے والوں کے حوالے سے بھی قوانین پائے جاتے ہیں اور یہ قواعد ایسے ہیں کہ غیر ان کے تحت آ کر اپنے آپ کو مسلمانوں سے زیادہ محفوظ خیال کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کئی علاقوں میں جہاں مسلمانوں نے حکومت قائم کی وہاں اگر کوئی مسئلہ کھڑا ہوا تو اسکے باسیوں نے اپنے مذہب کے حکمرانوں پر مسلمانوں کو ترجیح دی۔لیکن مرور زمانہ اور غیروں کے ظلم وستم نے

مسلمان عوام کے دلوں میں نفرت کے بیج بو دیئے اور انہوں نے غیر مسلموں کو اچھوت سمجھنا شروع کر دیا۔

سو اس معاملہ کے حل کے لیے یہ تحریر پیش خدمت ہے تا کہ طرفین اپنا اپنا حق سمجھ سکیں، مسئلہ کو بیان کرنے کے لیے عنوان قائم کیا اور اس کے تحت دلیل پیش کر دی ہے۔ ضرورت کے تحت تبصرہ بھی ہوگا۔ آخر پر اس کی اشاعت میں معاون بننے والے اپنے تلمیذ جناب عدیل صاحب اشرف کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے دنیا و آخرت کی فوز و فلاح کا طلبگار رہوں۔ ناسپاسی ہوگی اگر میں کہنہ مشق صحافی جناب انور صاحب طاہر کا شکریہ ادا نہ کروں کہ جنہوں نے اس تحریر کی نوک پلک درست کی۔ اللہ تعالیٰ اس کتابچہ کو جناب عبدالوارث صاحب گل اور ایگزیکٹیو باڈی کے دیگر ممبران کے لیے ذریعہ نجات بنائے۔

آمین یا رب العالمین

خاور رشید بٹ (انچارج شعبہ تقابل ادیان)

حقوق الناس ویلفیئر فاؤنڈیشن لاہور

❀❀❀❀❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کن غیر مسلموں سے اچھا برتاؤ کیا جائے گا؟

﴿ لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ لَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَ تُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اِنَّمَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ اَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَ ظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ ﴾ (الممتحنہ 60:8-9)

''جن لوگوں نے تم سے دین کے معاملے میں لڑائی نہیں کی اور تمہیں جلا وطن نہیں کیا ان کے ساتھ اچھا سلوک و احسان کرنے اور منصفانہ برتاؤ کرنے سے اللہ تمہیں نہیں روکتا بلکہ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے، اللہ تمہیں صرف ان لوگوں کی محبت سے روکتا ہے جنہوں نے تم سے مذہبی لڑائیاں لڑیں اور تمہیں تمہارے ملک سے نکالا اور تمہیں نکالنے والوں کی مدد کی جو لوگ ایسے کفار سے محبت کریں وہ قطعاً ظالم ہیں۔''

غیر مسلم تعلیم کے حصول کے لیے مسلمانوں کے پاس آسکتا ہے

﴿ وَ اِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ

اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦﴾

(التوبہ 6:9)

''اور اگر مشرکوں میں سے کوئی تجھ سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دے دو یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سنے پھر اسے اس کی امن کی جگہ پر پہنچا دو یہ اس لیے کہ بے شک وہ ایسے لوگ ہیں جو علم نہیں رکھتے۔''

مذہبی اختلاف اپنی جگہ لیکن جہاں انصاف کا تقاضا ہے وہاں حق کا ساتھ دیا جائے گا خواہ غیر مسلم ہی کا معاملہ کیوں نہ ہو

مشرکین مکہ نے نبی ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو عمرہ کرنے سے روک دیا اس کے باوجود حکم آتا ہے:

﴿وَ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ﴾ (المائدہ 2:5)

''اور کسی قوم کی دشمنی، اس لیے کہ انہوں نے تمہیں مسجد حرام سے روکا، تمہیں اس بات پر نہ ابھارے کہ تم زیادتی کرو۔''

قرآن مجید میں دوسرے مقام پر ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ؗ وَ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؗ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿٨﴾﴾ (المائدہ 8:5)

''اے ایمان والو تم اللہ کے لیے (حق پر) قائم رہنے والے اور انصاف کی گواہی دینے والے بنو اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس

بات پر نہ ابھارے کہ تم عدل نہ کرو (یاد رکھو) عدل کرو یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔''

رسول اکرم ﷺ کو اہل کتاب کے متعلق حکم دیا گیا:

وَ قُلْ اٰمَنْتُ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَ اُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَیْنَكُمْ ؕ (الشوریٰ 42:15)

''اور کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی کتابیں نازل فرمائی ہیں میرا ان پر ایمان ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تم میں انصاف کرتا رہوں۔''

غیر مسلموں پر ظلم وزیادتی کرنے والوں کو اللہ سے ڈرنا چاہیے مبادا اس کی پکڑ کا شکار ہو جائیں

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((اِتَّقُوْا دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ وَاِنْ كَانَ كَافِرًا فَاِنَّهٗ لَيْسَ دُوْنَهَا حِجَابٌ .))

''مظلوم کی بددعا سے بچو خواہ وہ کافر ہی ہو کیونکہ اس کی بددعا کی قبولیت میں کوئی رکاوٹ نہیں۔''[1]

۲۔ سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا فِيْ غَيْرِ كُنْهِهٖ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ .))

''جس نے کسی سبب کے بغیر کسی ذمی (غیر مسلم) کو قتل کیا اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت کو حرام کر دیا۔''[2]

---

[1] مسند احمد 3:153 الصحیحہ البانی 767۔

[2] مسند احمد 5:35 صحیح ابو داود 2760۔

دوسری حدیث کے الفاظ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت کی خوشبو کو (بھی) حرام کردیا ہے۔ ①

اس کی مزید وضاحت یہ کی گئی کہ جنت کی خوشبو بھی وہ نہیں سونگھے گا جبکہ اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے آئے گی۔ ②

۳۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((اَلا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا اَوِ انْتَقَصَهُ اَوْكَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ اَوْ اَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيْبِ نَفْسٍ فَاَنَا حَجِيْجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

''یادرکھو جس نے کسی ذمی (غیر مسلم) پر ظلم کیا یا اس کا معاہدہ (ناجائز طور پر) ختم کیا یا اس کی طاقت سے بڑھ کر اس پر بوجھ ڈالا یا اس کی مرضی کے بغیر اس سے کوئی چیز لے لی تو میں روز قیامت اس کی جانب سے جھگڑا کروں گا۔'' ③

۴۔ سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((اَلَا لَا يَحِلُّ ذُوْنَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَلَا الْحِمَارُ الْاَهْلِيُّ وَلَا اللُّقَطَةُ مِنْ مَّالِ مُعَاهِدٍ اِلَّا اَنْ يَسْتَغْنِيَ عَنْهَا .))

''یادرکھو کچلی والے درندے، گھریلو گدھا اور ذمی (غیر مسلم) کی گمشدہ چیز حلال نہیں البتہ اگر اسے اس کی ضرورت نہ ہو تو (پھر اٹھائی جا سکتی ہے)۔'' ④

۵۔ اگر کوئی کسی ذمی کو ناجائز قتل کردے تو اس سے پچاس اونٹ دیت لے کر

---

① مسند احمد 38:5۔ ② البخاری 2995۔
③ صحیح ابوداود 3052۔ ④ صحیح ابوداود 3804۔

مقتول کے ورثا کو دی جائے گی یہ دیت رسول اکرم ﷺ نے متعین کی ہے۔ [1]

آج ہم ایک اونٹ کی اوسط قیمت پچاس ہزار لگائیں تو پچاس اونٹ پچیس لاکھ کے ہوئے۔

غیر مسلم والدین کے ساتھ حسن سلوک

﴿ وَ وَصَّیۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَیۡہِ ۚ حَمَلَتۡہُ اُمُّہٗ وَہۡنًا عَلٰی وَہۡنٍ وَّ فِصٰلُہٗ فِیۡ عَامَیۡنِ اَنِ اشۡکُرۡ لِیۡ وَ لِوَالِدَیۡکَ ؕ اِلَیَّ الۡمَصِیۡرُ ﴿۱۴﴾ وَ اِنۡ جَاہَدٰکَ عَلٰۤی اَنۡ تُشۡرِکَ بِیۡ مَا لَیۡسَ لَکَ بِہٖ عِلۡمٌ ۙ فَلَا تُطِعۡہُمَا وَ صَاحِبۡہُمَا فِی الدُّنۡیَا مَعۡرُوۡفًا ۫ وَّ اتَّبِعۡ سَبِیۡلَ مَنۡ اَنَابَ اِلَیَّ ۚ ثُمَّ اِلَیَّ مَرۡجِعُکُمۡ فَاُنَبِّئُکُمۡ بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۵﴾ ﴾ (لقمان 31:14-15)

’’اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید کی ہے اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری کی حالت میں اسے اٹھائے رکھا اور اس کا دودھ چھڑانا دو سال میں ہے کہ میرا شکر کر اور اپنے ماں باپ کا (بھی)، میری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے۔ اور اگر وہ دونوں تجھ پر زور دیں کہ میرے ساتھ اس چیز کو شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا مت مان اور دنیا میں اچھے طریقے سے ان کے ساتھ رہ اور اس شخص کے راستے پر چل جو میری طرف رجوع کرتا ہے پھر میری ہی طرف تمہیں لوٹ کر آنا ہے تو میں تمہیں بتاؤں گا جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔‘‘

---

[1] صحیح ابو داود 4583۔

حدیث مبارکہ

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی والدہ کو زمانہ جاہلیت ہی میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے طلاق دے دی تھی۔ انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا سو جب صلح حدیبیہ ہوئی تو وہ اپنی صاحبزادی کے پاس مدینہ منورہ آئیں تاکہ بیٹی ان کی خدمت کرے۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ مشرکہ ہے اور اسلام قبول کرنے کا بھی ان کا کوئی ارادہ نہیں وہ میرے پاس آئی ہے تاکہ میں ان کی خدمت کروں تو کیا ان سے صلہ رحمی (حسن سلوک) کر سکتی ہوں؟

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((نَعَمْ فَصِلِي أُمَّكِ .))

''بالکل تو اپنی والدہ کی خدمت کر۔''[1]

غیر مسلم بطور مہمان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ اِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ﴾

(التوبہ 6:9)

''اور اگر مشرکوں میں سے کوئی تجھ سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دے یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سنے پھر اسے اس کی امن والی جگہ پر پہنچا دے یہ اس لیے کہ بے شک وہ ایسے لوگ ہیں جو علم نہیں رکھتے۔''

---

[1] صحیح ابوداود 1668۔

حدیث مبارکہ

۱۔ سیدنا نعیم بن مسعود اشجعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسیلمہ کذاب کی جانب سے اس کا خط لے کر دو سفیر آئے جب یہ خط پڑھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے پوچھا تمہارا اس (کے دعویٰ نبوت) کے متعلق کیا خیال ہے؟ انہوں نے کہا: ہم اسے سچا مانتے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْلَا اَنَّ الرُّسُلَ لَا تُقْتَلُ لَضَرَبْتُ اَعْنَاقَکُمَا.))

قانون تو یہ ہے کہ سفیر قتل نہیں کئے جا سکتے اگر یہ قانون نہ ہوتا تو میں تم دونوں کی گردن اڑا دیتا۔'' ①

یعنی مہمان کسی بھی مذہب اور عقیدے کا حامل کیوں نہ ہو اس کے ساتھ قاعدے اور قانون کے مطابق ہی رویہ رکھا جائے گا۔

۲۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نجران کے عیسائی آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں انہیں ٹھہرایا یہ نماز عصر کے بعد کا وقت تھا ان کی عبادت کا وقت ہو گیا تو وہ عبادت میں مصروف ہو گئے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے انہیں روکنا چاہا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو منع کر دیا سو ان عیسائیوں نے مشرق کی جانب رخ کر کے اپنی عبادت کی تھی۔ ②

۳۔ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک غیر مسلم بطور مہمان آ کر ٹھہرا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بکری کا دودھ پیش کیا، اس نے پی لیا، پھر دوسری کا، یہاں تک کہ وہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا...... ③

---

① صحیح ابو دؤد 2399۔ ② دلائل النبوۃ بیھقی 482:5 رقم 2123۔

③ صحیح مسلم 5500۔

غیر مسلم کی عیادت

غیر مسلم اگر بیمار ہو جائے تو اس کی تیمارداری کرنی چاہیے کیونکہ اس سے دل نرم ہوتے اور دعوت کے دروازے کھلتے ہیں۔

۱۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک یہودی لڑکا اکثر اوقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا، وہ بیمار پڑ گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے، اس کے سر کی جانب بیٹھے اور فرمایا: اسلام قبول کر لے، اس لڑکے نے اپنے والد کی جانب دیکھا تو اس نے کہا ابوالقاسم (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت تھی) کی بات مان لو، تو وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب واپس آئے تو ارشاد فرمایا:

((اَلحَمدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْقَذَهٗ مِنَ النَّارِ .))

''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے اسے (جہنم) کی آگ بچالیا۔''[1]

۲۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ننھیال مدینہ منورہ میں آباد بنو نجار کا قبیلہ تھا سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس قبیلے کا ایک آدمی بیمار ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کے لیے تشریف لے گئے، (دوران بات چیت) اسے فرمایا:

''اے میرے ماموں لا الہ الا اللّٰہ پڑھ لیں۔''

اس آدمی نے سوال کیا میں آپ کا ماموں ہوں یا چچا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ماموں۔

پھر فرمایا: کلمہ پڑھ لیں۔ اس نے دریافت کیا یہ میرے لیے بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: جی ہاں۔[2]

---

[1] صحیح البخاری 1290۔

[2] مسند احمد 152:3، (اس کی سند مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔)

غیر مسلم کی میت کا احترام

سیدنا سھل بن حنیف اور قیس بن سعد رضی اللہ عنہما قادسیہ ایک جگہ پر بیٹھے تھے کہ وہاں سے جنازہ گزرا، دونوں کھڑے ہو گئے، انہیں بتایا گیا یہ یہاں کے رہنے والے (غیر مسلم) کی میت ہے تو ان دونوں صحابیوں نے فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس سے جنازہ گزرا تو کھڑے ہو گئے، بتایا گیا یہ ایک یہودی کا جنازہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَلَيْسَتْ نَفْسًا .))

''کیا یہ انسان نہیں تھا؟''[1]

غیر مسلم کو تحفہ دینا

قرآن مجید میں غیر مسلموں کے ساتھ نیکی واحسان کرنے کا عام حکم ہے تحفہ دینا اس کی ایک صورت ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ لَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَ تُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۞﴾ (الممتحنہ 8:60)

''اللہ تعالیٰ تمہیں ان لوگوں سے نیک سلوک کرنے اور انصاف کرنے سے منع نہیں کرتا جنہوں نے نہ تم سے دین کے مسئلہ پر جنگ کی اور نہ ہی تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا (یاد رکھو) یقیناً اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

---

[1] البخاری 1250 مسلم 961۔

احادیث مبارکہ

رسول اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ایک ریشمی جوڑا دیا انہوں نے عرض کیا: آپ ﷺ نے تو فرمایا تھا ریشمی کپڑا وہ پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور اب مجھے دے رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ تجھے پہننے کے لیے نہیں دیا بلکہ اس لیے دیا کہ فروخت کر دیا پھر کسی کو دے دو۔

چنانچہ انہوں نے یہ ریشمی جوڑا مکہ مکرمہ میں رہائش پذیر اپنے مشرک بھائی کو تحفہ کے طور پر بھیج دیا۔ [1]

۲۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے گھر میں بکری ذبح کی گئی تو کہنے لگے کیا میرے یہودی پڑوسی کو تحفہ میں گوشت بھیج دیا ہے؟ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جبریلؑ مجھے ہمیشہ پڑوسی کے متعلق (حسن سلوک کی) وصیت کی۔ یہاں تک کہ میں نے سمجھا شائد اسے وراثت کا حق دار بھی بنا دیا جائے گا۔ [2]

غیر مسلموں سے تحفہ قبول کرنا

۱۔ سیّدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایلہ [3] (علاقہ) کے بادشاہ نے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں ایک سفید رنگ کا خچر تحفہ بھیجا اور آپ ﷺ نے اسے چادر دی۔ [4]

---

① البخاری 2619۔ ② صحیح ابوداؤد البانی 5152۔

③ یہ علاقہ شام کے شروع اور حجاز کے آخر میں تھا اس بادشاہ کا نام یوحنا بن روبہ بتایا جاتا ہے اور یہ عیسائی تھا۔(شرح مسلم نووی وغیرہ۔) ④ بخاری 1481 شرح مشکل الاثار 5352۔

۲۔ رسول اکرم ﷺ کی ضروریات کے لیے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ایک یہودی سے قرض لیا کرتے تھے قرض ادا کرنے کا وقت قریب آ گیا لیکن ادائیگی کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی انہوں نے بھاگ جانے کا سوچ لیا تو علی الصبح منہ اندھیرے نبی ﷺ کی طرف سے پیغام آ گیا کہ یہ چار اونٹ اور ان پر لدا ہوا سامان (کپڑے اور خوراک وغیرہ تھی) لے لو اور قرضہ ادا کر دو یہ مجھے فدک علاقہ کے بادشاہ نے تحفہ میں بھیجا ہے۔ ①

یہ حاکم بھی غیر مسلم تھا۔

۳۔ ٦ ہجری میں اسلام کی دعوت لے کر نبی ﷺ کا خط لے کر سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ اسکندریہ (مصر) کے حاکم مقوقس کے پاس گئے، اس نے پیغام سنا تو خوش ہوا لیکن اسلام قبول نہیں کیا، اور اس نے نبی ﷺ کے لیے تحفہ میں دو کنیزیں بھیجیں انہی میں سے ایک سیدہ ماریہ قبطیہ ☆ رضی اللہ عنہا تھیں۔ ②

غیر مسلم کے ہاتھ کی پکی چیز کھانا

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ﴾

(المائدہ 5:5)

”اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے لیے اور تمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے۔“

---

① صحیح ابو داؤد 3057۔ ☆ انہیں رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم کی والدہ بننے کا شرف حاصل ہوا۔ ان کی رسول اللہ ﷺ کے ہاں آنے کی پیش گوئی بائبل میں ہے (زبور ۹:۴۵) (زبور ۱۰:۷۲) تفصیل کے لیے دیکھیے ”رحمۃ للعلمین“ از قاضی محمد سلیمان منصور پوری۔ ص ۳۶۳، حصہ دوم، طبع مکتبہ اسلامیہ لاہور۔ ۲۰۱۳ء

② تاریخ طبری 21:3، الاستیعاب 4:410-413۔

احادیث مبارکہ

۱۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی خاتون نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیافت کی اور بھنی ہوئی بکری پیش کی جس میں زہر ملایا گیا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھایا البتہ لقمہ حلق سے نیچے نہیں ہوا تھا کہ کھانے کے زہر آلود ہونے کی اطلاع (وحی کے ذریعے) مل گئی ۔ ضیافت میں شریک ایک صحابی (بشر بن براء رضی اللہ عنہ) لقمہ کھا چکے تھے جس سے ان کی وفات ہوگئی۔ ①

۲۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کے مقام پر تھے کہ پنیر لایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھری منگوائی اور بسم اللّٰہ پڑھ کر اسے کاٹ کر کھایا۔ ②
اس زمانے میں پنیر شام کے اندر بنایا جاتا تھا۔اور وہاں غیر مسلم آباد تھے۔ ③

غیر مسلموں کے برتن میں کھانا

بعض غیر مسلم اپنے برتنوں میں اسلامی لحاظ سے حرام چیز پکاتے یا رکھتے ہیں ایسی صورت میں یہ حکم ہے کہ انہیں استعمال نہ کیا جائے لیکن اگر یہی برتن ہوں تو انہیں دھو کر استعمال کیا جا سکتا ہے اور اگر یقین ہو کہ ان کے برتن میں کوئی حرام چیز نہ تھی تو انہیں بغیر دھوئے استعمال کیا جا سکتا ہے اور ان کے برتنوں میں کوئی حلال چیز ہو تو اسے کھایا پیا جا سکتا ہے۔ایسا کرنے کے ترتیب کے ساتھ دلائل یہ ہیں:

① البخاری 2617، صحیح ابو داؤد 4512۔

② صحیح ابو داؤد 3821۔ ③ نیل الاوطار 1:26۔

نوٹ: غیر مسلموں میں سے اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کے ہاتھ کا ذبح ہوا جانور کھانا درست ہے کیونکہ یہ اللہ کا نام لے کر ذبح کرتے ہیں جبکہ دیگر غیر مسلم مثلاً ہندو، سکھ، پارسی وغیرہ اللہ کا نام لیے بغیر جانور ذبح کرتے ہیں اور بعض تو جھٹکا کرتے ہیں لہٰذا اسے کھانا درست نہیں۔ ہاں ان کے ہاتھ کی پکی ہوئی دیگر حلال اشیاء کھانے کی ممانعت ہرگز نہیں۔

۱۔ سیدنا ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: ہم اہل کتاب (یہودو نصاریٰ) کے ساتھ رہتے ہیں اور وہ اپنی ہانڈیوں میں خنزیر پکاتے اور برتنوں میں شراب پیتے ہیں (آیا انہیں استعمال کیا جا سکتا ہے؟) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تمہیں دوسرے (پاک وصاف) برتن ملیں تو ان میں کھاؤ پیو اگر نہ مل سکیں تو انہی کے برتن پانی کے ساتھ دھولو اور ان میں کھا پی سکتے ہو۔[1]

۲۔ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے ایک طویل حدیث بیان کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دوران سفر صحابہ رضی اللہ عنہم کو پانی کی ضرورت ہوئی لیکن وہاں پانی نہ تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمران بن حصین اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما کو پانی کی تلاش میں بھیجا انہوں نے ایک عورت کو دیکھا جو اونٹ پر پانی کے دو مشکیزے رکھ کر آ رہی تھی، اس سے پانی ملنے کی جگہ کا پوچھا تو اس نے بتایا میں کل اس وقت وہاں سے چلی تھی اور آج یہاں تک پہنچی ہوں، اسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مشکیزوں کا اوپر والا منہ بند کر کے نیچے کے سوراخ ایک برتن میں کھول دیئے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو پانی لینے کے لے بلایا سب نے پانی پیا، جانوروں کو پلایا، سب سیر ہو گئے، وہ عورت کھڑی دیکھ رہی تھی چنانچہ جب اس کے مشکیزوں کا منہ بند کر دیا گیا تو ان میں پانی پہلے سے بھی زیادہ تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کے لیے کھانے کی کچھ چیزیں جمع کرنے کا حکم دیا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عمدہ کھجوریں، آٹا اور ستو ایک گٹھڑی باندھ کر اسے دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا: تمہیں معلوم ہے ہم نے تمہارے پانی میں کوئی کمی نہیں کی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں سیراب کر دیا، وہ اپنے گھر آ گئی

---

[1] صحیح ابوداود 3839۔

دیر سے آنے پر اس نے سارا واقعہ سنایا اور کہا یا تو وہ شخص سچا نبی ﷺ ہے یا پھر زمین و آسمان کے درمیان اس سے بڑا جادوگر کوئی نہیں۔ مسلمان جہاد کے دوران اس عورت کے خاندان سے کچھ تعرض نہ کرتے جبکہ اردگرد کے علاقوں میں مشرکین پر حملہ کرتے رہتے تو وہ ایک دن اپنے گھر والوں کو کہنے لگی میرا خیال ہے یہ لوگ تمہیں جان بوجھ کر چھوڑ دیتے ہیں تو کیا تمہیں اسلام سے کوئی رغبت ہے؟ قوم نے اس عورت کی بات مان لی اور سب مسلمان ہو گئے۔ [1]

اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کی پاک دامن عورت سے شادی کی جا سکتی ہے

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّیِّبٰتُ ؕ وَ طَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۪ وَ طَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۪ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ وَ لَا مُتَّخِذِیْۤ اَخْدَانٍ ؕ﴾

(المائدہ: ۵_۵)

”آج تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئیں ہیں اور ان لوگوں کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے جنہیں کتاب دی گئی اور تمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے اور ایمان والیوں میں سے پاک دامن عورتیں اور اُن لوگوں کی پاک دامن عورتیں جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی (سے شادی کرنا حلال ہے) جب کہ تم انہیں ان کے مہر دے دو (لیکن) نکاح کے

---

[1] صحیح البخاری 344۔

دائرے میں لانا مقصد ہو شہوت رانی اور چھپی آشنائی مقصود نہ ہو۔''

حدیث مبارکہ

رسول اکرم ﷺ نے ایک یہودی سردار حیی بن اخطب کی صاحبزادی سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تھی انہیں قبول اسلام کا شرف حاصل ہونے کے ساتھ اُم المومنین ہونے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔

غیر مسلم سے کاروباری شراکت

رسول اکرم ﷺ نے جب خیبر کو فتح کیا تو یہودیوں کو وہیں رہنے دیا وہاں کے باغات وغیرہ کا معاملہ پیش ہوا تو سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خیبر یہودیوں ہی کو دے دیا اس شرط پر کہ باغوں اور کھیتوں میں کام کریں گے اور پیداوار آدھی آدھی تقسیم ہوگی۔ [1]

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر عنوان ہی یہ قائم کیا ہے:

((بَابُ مُشَارَكَةِ الذِّمِّيْ وَ الْمُشْرِكِيْنَ فِي الْمزَارَعَةِ .))

''ذمی اور مشرکین کے ساتھ کھیتی باڑی میں شراکت کرنے کا بیان۔''

غیر مسلم کو ملازم رکھنا

۱۔ اس کی ایک دلیل تو یہی اوپر والے واقعہ کی حدیث ہے کیونکہ یہودیوں کو بطور ملازم رکھا گیا تھا اور مزدوری میں باغات اور کھیتی کی پیداوار میں شراکت رکھی گئی تھی۔

۲۔ رسول اکرم ﷺ اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہجرت کی رات جب مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے تھے تو راستے سے واقف بنی دیلکے ایک شخص کو اجرت پر رکھا

---

[1] صحیح البخاری 2499۔

غار ثور میں تین رات قیام کے بعد اس سے ملنے کا وقت طے کیا اور اپنی سواریاں اسے دے دی تھیں، یہ شخص کفار قریش کے دین و مذہب پر تھا اس نے عام گزر گاہ سے ہٹ کر سمندر کی جانب والا راستہ اختیار کیا اور خیر و خوبی سے مدینہ منورہ لے گیا۔[1]

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر عنوان قائم کیا ہے:

((بَابُ اسْتِئْجَارِ الْمُشْرِكِيْنَ عِنْدَ الضَّرُوْرَةِ اَوْ اِذَا لَمْ يُوْجَدْ اَهْلُ الْاِسْلَامِ .))

''ضرورت کے وقت یا جب مسلمانوں میں کوئی ماہر نہ ملے تو مشرکین کو اجرت پر ملازم رکھنے کا بیان۔''

غیر مسلم کی نوکری کرنا

قرآن مجید' احادیث مبارکہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے طرز عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی کام شرعی اعتبار سے جائز و درست ہو تو غیر مسلم کے ہاں نوکری کی جا سکتی ہے۔

سیدنا یوسف علیہ السلام کا ایک غیر مسلم حکمران کی خواہش اور پیشکش پر، جو انہیں قدر و منزلت کا مقام دینے کی صورت میں سامنے آئی، وزیر خزانہ بننا اس کی واضح دلیل ہے۔[2]

احادیث مبارکہ

ا۔ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے

---

[1] صحیح البخاری 2263۔ [2] یوسف 12:54-55

جو بھی نبی بھیجا وہ چرواہا ضرور بنا ہے۔

آپ ﷺ سے پوچھا گیا آپ ﷺ بھی یہ کام کرتے رہے ہیں؟ تو فرمایا: ہاں میں بھی چند قیراط کے عوض مکہ والوں کی بکریوں کی گلہ بانی کیا کرتا تھا۔ [1]

یہ واقعہ قبل از نبوت کا ہے لیکن بیان بعد از نبوت کیا جا رہا ہے اور کسی قسم کی پابندی وممانعت نہیں فرمائی جس سے غیر مسلم کی نوکری کرنے ہی کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

۲۔ سیدنا خباب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں لوہار تھا، ایک مرتبہ عاص بن وائل کا کام کیا (مکہ مکرمہ میں قیام کے دور کی بات ہے) مزدوری اس سے لینے آیا لیکن اس نے مزدوری دینے سے انکار کر دیا اور کہا ایک شرط پر اجرت دوں گا کہ تم محمد ﷺ کا انکار کرو گے۔

میں نے کہا: اللہ کی قسم تو مر جائے پھر زندہ ہو جائے میں پھر بھی محمد ﷺ کا انکار نہیں کروں گا۔

اس نے کہا: مرنے کے بعد میں زندہ بھی ہوں گا؟ میں نے جواب دیا: بالکل۔

یہ سن کر کہنے لگا: اچھا وہاں بھی میرے پاس مال و دولت اور اولاد ہو گی وہاں جا کر تیری مزدوری ☆ دے دوں گا۔ [2]

---

[1] صحیح البخاری رقم 2262۔

☆ موت کے بعد زندہ ہونے پر عاص بن وائل کے طنز کا جواب اللہ تعالیٰ نے سورہ مریم کی ان آیات میں دیا ہے: اَفَرَءَيْتَ الَّذِىْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًاo اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًاo كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّاo وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًاo ''کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیات کا انکار کیا اور کہا مجھے ضرور ہی مال اور اولاد دی جائے گی کیا اس نے غیب کو جھانک کر دیکھ لیا ہے؟ یا اس نے رحمان کے ہاں کوئی عہد لے رکھا ہے ہرگز نہیں! ہم ضرور لکھیں گے جو کچھ یہ کہتا ہے اور اس کے لیے عذاب میں سے بڑھائیں گے بہت بڑھانا اور ہم اس کے وارث ہونگے ان چیزوں میں جو یہ کہہ رہا ہے اور یہ اکیلا ہمارے پاس آئے گا۔'' (مریم19: 77۔80)

[2] صحیح البخاری 2275۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر عنوان قائم کیا ہے:

((بَابُ هَلْ يُؤَاجِرُ الرَّجُلُ نَفْسَهُ مِنْ مُّشْرِكٍ فِي أَرْضِ الْحَرْبِ))

''دارالحرب میں کوئی مسلمان مشرک کی ملازمت کرسکتا ہے؟''

شبہات اور ان کا ازالہ

پہلا شبہ:......اگر اسلام غیر مسلموں کے ساتھ اس طرح کا برتاؤ کرنے کا قائل ہے جیسا کہ اب تک بیان کیا گیا تو قرآن مجید میں مشرکین کو نجس (ناپاک) کیوں کہا گیا ہے؟

جواب:...... یہ اور اسی طرح کے دیگر اعتراضات قرآن فہمی کے تقاضے نہ جاننے کا نتیجہ ہے یا پھر اسلام کو بدنام کرنے کے لیے حقائق چھپائے جاتے ہیں۔

❁ مشرکین کے نجس ہونے کا تذکرہ سورۃ التوبہ میں ہے۔

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا ۚ وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ إِنْ شَاءَ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٢٨﴾ (التوبہ 28:9)

''اے ایمان والو بات یہی ہے کہ مشرک لوگ ناپاک ہیں پس وہ اپنے اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ آئیں اور اگر تم کسی قسم کی غربت سے ڈرتے ہو تو وہ (اللہ) جلد ہی تمہیں غنی کر دے گا اگر اس نے چاہا، بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا کمال حکمت والا ہے۔''

مشرکین کو ناپاک کہا گیا وہ کس اعتبار سے ہے؟ کیا ظاہری جسم ولباس کے لحاظ سے؟ ہرگز نہیں کیونکہ اسلام نے ان کے ساتھ کھانے پینے، ان کے برتن استعمال اور ان کے ہاتھ کی پکی ہوئی چیز کھانے کی اجازت دی ہے۔ قارئین ملاحظہ کر چکے ہیں ان دلائل کے پیش نظر مشرکوں کی ناپاکی کا تعلق اس سلسلے میں عقائد و

نظریات سے ہے اور ہر نبیؑ کی ذمہ داری ہی یہی رہی ہے کہ توحید باری تعالیٰ کو نکھار کر لوگوں کے سامنے رکھ دے اور لوگوں کی اصلاح سے پہلے ان کی غلطی کی نشاندہی کرے، سو اس لیے مشرکوں کے غلط عقائد و نظریات کو ناپاک کہا گیا ہے اور یہ کوئی اچھنبے اور توہین کی بات نہیں تمام غیر اسلامی مذاہب بھی عقائد و نظریات کے حوالے سے اسلام اور مسلمانوں کو غلط قرار دیتے ہیں اگر یہ توہین ہے تو اس کا ارتکاب تو پھر ہر مذہب کر رہا ہے؟

درج بالا آیت کے مفہوم پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے جیسا کہ امام نوویؒ نے لکھا ہے:

> ''کافر کا حکم طہارت و نجاست میں مسلمان کی طرح ہے قرآن مجید کی آیت ﴿إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ﴾ (کہ مشرک ناپاک ہیں) سے مراد اعتقاد و نظریات کی نجاست ہے ان کے جسم اور اعضاء نجس نہیں......اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔''[1]

عقائد و نظریات کی گندگی کے حوالے ہی سے بائبل بھی ایسے ہی انسانوں کو ناپاک کہتی ہے مثلاً ایک ملک میں بت پرستی تھی تو اس کے سبب ملک کو ناپاک کہا گیا۔(عزرا، ۹:۱۱) کاہنوں کی اولاد کے پاس ان کے نسب نامے کی سند نہ تھی تو ان کو ناپاک ٹھہرا کر کہانت سے خارج کر دیا گیا۔(عزرا،۲:۱۶۔۶۲)

یہ بھی لکھا ہے: ''تم اپنے آپ کو مصر کے بتوں سے ناپاک نہ کرو۔''
(حزقی ایل،۲۰:۷)

جناب مسیح علیہ السلام کا قول ہے: ''سنو اور سمجھو جو چیز منہ میں جاتی ہے وہ آدمی کو ناپاک نہیں کرتی مگر جو منہ سے نکلتی ہے وہی آدمی کو ناپاک کرتی ہے۔'' (متی ۱۵:۱۰۔۱۱)

---

[1] شرح مسلم نووی تحت رقم 372۔

دوسرا شبہ :......اسی زیر بحث آیت میں غیر مسلموں کوحرم کی حدود میں داخل ہونے سے روکا گیا ہے۔آخر کیوں؟ کیا یہ غیر مسلموں کی توہین نہیں؟

جواب :......غیر مسلموں کو حدودحرم میں داخل ہونے کی اجازت نہیں تو اس میں توہین کا کوئی پہلو نہیں کیونکہ ہر ملک میں ایسی جگہیں و مقامات ہوتے ہیں جہاں غیر ملکی ہی نہیں بلکہ اپنے سب ہم وطن اور ہم مذہب بھی نہیں جا سکتے اس وجہ اور سبب سے عام لوگوں کی توہین نہیں ہوتی بلکہ کچھ اسباب ہوتے ہیں، وہاں خاص افراد ہی جا سکتے ہیں مثلاً فوجی علاقہ اور پارلیمنٹ وغیرہ۔ایسی جگہ اگر مطلوبہ معیار پر پورا نہ اترنے والے شخص کو داخلے سے روکا جاتا ہے تو یہ اس کی توہین نہیں بلکہ ڈسپلن کا یہی تقاضا ہے۔اسی طرح مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ اسلام کی چھاؤنیاں اور ممنوعہ علاقہ ہے۔اگر کوئی غیر مسلم حدودحرم میں جانا چاہتا ہے تو اسے بھی خاص ہونا پڑے گا اور وہ ہے دائرہ اسلام میں آنا۔

دنیوی قوانین کی طرح بائبل بھی یہی بتاتی ہے چنانچہ پولوس کے ساتھ یہودیوں کا جھگڑا یہی تھا کہ وہ یونانی (غیر یہودی) لوگوں کو ہیکل میں لے آیا اور یہودیوں نے ان کے داخلے کے سبب ہیکل کو ناپاک جانا اور پولوس کو قتل کرنے کے درپے ہوئے۔(رسولوں کے اعمال۔۲۱:۲۸)

ایک مسیحی سکالر اس پر روشنی ڈالتے ہوئے رقمطراز ہے: ہیکل کے علاقے میں داخل ہونے کے بعد ایک شخص کو چار صحنوں سے جن کے ارد گرد دیواریں تھیں واسطہ پڑتا تھا پہلا غیر قوموں کا صحن تھا یہ مقدس جگہ نہیں تھی چنانچہ غیر قوم (یعنی غیر یہودی) یہاں آ سکتے تھے یہاں خرید و فروخت ہوتی تھی غیر قوموں کے صحن کے اندر ہیکل اور اندرونی صحن واقع تھے جو باہر کے صحن کے فرش سے ۲۲ فٹ بلند چبوترے پر بنے ہوئے تھے، اس چبوترے تک پہنچنے کے لیے زینے تھے اور اس کے ارد گرد

پتھروں کی دیوارتھی جس پر یونانی اور لاطینی میں لکھا ہوا تھا کہ اگر کوئی غیر یہودی اس میں داخل ہوا تو اپنی موت کا خود ذمہ دار ہوگا۔اس قسم کے بہت سے پتھر ملے ہیں۔
(قاموس الکتاب ص ۱۰۹۵، ایف ایس خیر اللہ طبع، ایم آئی کے، لاہور ۲۰۰۸ء)

بلکہ ہیکل کا ایک حصہ ایسا بھی ہے جہاں موسیٰ علیہ السلام کو داخل ہونے کی اجازت تھی اوران کے بعد صرف کاہن سردار ہی اندر جا سکتا تھا عام یہودی کا داخلہ منع ہے اس کو پاک ترین مکان کہا جاتا ہے۔(بائبل کی مطالعاتی اشاعت، ص ۸۹۹)

تیسرا شبہ:......غیر مسلموں سے دوستی کرنا اسلام میں کیوں حرام ہے؟

جواب:...... ہر ملک نے اپنے شہریوں کو دوسرے لوگوں کے مقابلے میں زیادہ حقوق دیئے ہیں اور کسی بھی ملکی معاملے میں انہیں ترجیح ہوگی اگر کوئی خاص معاملے میں غیر ملکیوں کو بلا سبب ترجیح دے گا تو اسے غیر مخلص اور اپنے ملک کا دشمن قرار دیا جاتا ہے بالکل اسی طرح اسلام نے کیا ہے کہ گہری دوستی کے معاملے میں غیر مسلم کو مسلم پر ترجیح ہر گز نہیں دی جا سکتی۔جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا﴾ (ال عمران 118:3)

اس آیت میں لفظ "بطانہ" استعمال ہوا ہے جس کا معنی دلی دوست و راز داں کے ہیں۔ترجمہ یہ ہوگا:

"اے ایمان والو تم اپنوں کے سوا کسی اور کو راز داں نہ بناؤ وہ تمہیں کسی طرح نقصان پہنچانے میں کمی نہیں کرتے۔"

یعنی ایسی دوستی سے منع کیا ہے جس سے بگاڑ پیدا ہونے کا اندیشہ ہو، اور اس طرح کی دوستی سے ہر ملک و مذہب کے دانشور بلکہ ہر ماں باپ اپنے بچوں کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

بائبل میں مسیحی لوگوں کو یہ اصول دیا گیا ہے کہ جو تمہیں مسیحی تعلیم نہ دے (بلکہ اس سے ہٹ کر تعلیم دینا چاہتا ہے) تو نہ اسے گھر میں آنے دو اور نہ سلام کرو کیونکہ جو کوئی ایسے شخص کو سلام کرتا ہے وہ اس کے بُرے کاموں میں شریک ہوتا ہے۔(۲۔ یوحنا ۱: ۱۰۔۱۱)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور اسلامی شعائر سے محبت میں رکاوٹ بننے والی دوستی سے بھی روکا گیا ہے خواہ وہ دوستی انسانوں سے ہو یا مال و دولت اور جائیداد سے۔

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝﴾ (التوبہ 9:23-24)

”اے ایمان والو! اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ کفر کو ایمان سے زیادہ عزیز رکھیں۔ تم میں سے جو بھی ان سے محبت رکھے گا وہ گنہگار ظالم ہے۔ اے نبی ﷺ کہہ دے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے خاندان اور تمہارے کمائے ہوئے مال اور وہ تجارت جس میں کمی سے تم ڈرتے ہو اور وہ بنگلے جنہیں تم پسند کرتے ہو اگر یہ تمہیں اللہ سے اور اس کے رسول (ﷺ) سے اور اس کی راہ میں جہاد سے بھی زیادہ عزیز

ہیں، تو تم انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنا عذاب لے آئے۔ اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

عقلی و مذہبی اعتبار سے ایسی دوستی جب درست نہیں تو اسلام کو طعن و تشنیع کا نشانہ کیوں بنایا جاتا ہے؟ بائبل میں ہے: بنی اسرائیل کے کچھ لوگوں نے بتوں کی پوجا شروع کر دی تھی تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ ﷺ کو انہیں قتل کرنے کا حکم دیا سو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ (گنتی ۲۵:۴۔۵)

یہ تو ایک ہی نسل اور ایک ہی مذہب کے لوگ تھے لیکن ان کا عمل اللہ تعالیٰ، پیغمبر علیہ السلام اور ان کے قوانین وشعائر سے محبت میں رکاوٹ تھا تو ان سے دوستی نہیں بلکہ دشمنی کا حکم دے کر قتل کرا دیا گیا۔ بلکہ تفصیل کے ساتھ ایک مقام پر یہ کہا گیا ہے: اگر تیرا بھائی یا تیری ماں کا بیٹا یا تیرا بیٹا یا بیٹی یا تیری ہم آغوش بیوی یا تیرا دوست جس کو تو اپنی جان کے برابر عزیز رکھتا ہے تجھ کو چپکے چپکے پھسلا کر کہے کہ چلو ہم اور دیوتاؤں کی پوجا کریں جن سے تو اور تیرے باپ دادا واقف بھی نہیں یعنی ان لوگوں کے دیوتا جو تمہارے گرد اگرد تیرے نزدیک رہتے ہیں یا تجھ سے دور زمین کے اِس سرے سے اُس سرے تک بسے ہوئے ہیں تو تُو اس پر اس کے ساتھ رضا مند نہ ہونا اور نہ اس کی بات سننا تو اس پر ترس بھی نہ کھانا اور نہ اس کی رعایت کرنا اور نہ اسے چھپانا بلکہ تو اُس کو ضرور قتل کرنا اور اس کو قتل کرتے وقت پہلے تیرا ہاتھ اس پر پڑے۔ اس کے بعد سب قوم کا ہاتھ اور تو اُسے سنگسار کرنا تا کہ وہ مر جائے کیونکہ اس نے تجھ کو خداوند تیرے خدا سے، جو تجھ کو ملک مصر یعنی غلامی کے گھر سے نکال لایا، برگشتہ کرنا چاہا تب سب اسرائیل سن کر ڈریں گے اور پھر تیرے درمیان ایسی شرارت نہیں کریں گے۔ (استثنا ۱۳:۶۔۱۱)

اسی طرح جو لوگ اسلام اور اہل اسلام کے خلاف سازشیں کرتے اور انہیں ختم

کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کے ساتھ بھی دوستی جائز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ اَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَ ظٰهَرُوْا عَلٰۤى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ ﴾ (الممتحنہ 9:60)

''اللہ تعالیٰ تمہیں صرف ان لوگوں کی محبت سے روکتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائیاں لڑیں اور تمہیں گھروں سے نکال دیا اور گھروں سے نکالنے والوں کی مدد کی جو لوگ ایسے کفار سے محبت کریں وہ ظالم ہیں۔''

ایسے لوگوں سے دوستی کی کوئی بھی ذی فہم اجازت نہیں دیتا۔ جیسا کہ کوئی بھی ملک اپنے قوانین و آئین کے خلاف سازش کرنے والوں سے دوستی کی اجازت نہیں دے سکتا بلکہ سازش بے نقاب ہونے پر ایسے لوگوں کو کڑی سے کڑی سزا دینے کے درپے ہوگا۔ کیا اسے حقوق انسانی کی خلاف ورزی کہا جا سکتا ہے؟ اور کیا یہ ان سازشیوں کی توہین قرار پائے گی؟ اپنا وجود قائم رکھنے کے لیے ان کو دشمن جاننا ضروری ہے اور ان کے مدد و معاون بھی اسی سزا کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔ بائبل (استثنا ۱۳:۱۳۔۱۸) سے اس کی تائید ہوتی ہے جہاں سازشیوں کو ان کے شہروں اور جانوروں سمیت تباہ کرنے کا حکم ہے اور مال غنیمت کو جلا کر بھسم کر دینے کی ہدایت ہے۔ مذکورہ بالا تمام دلائل کا خلاصہ ہے کہ غیر مسلموں کو دلی دوست اور رازداں نہیں بنایا جائے گا اور نہ ہی ان سے ایسا تعلق رکھا جائے گا جس سے اللہ تعالیٰ و رسول ﷺ اور اسلامی شعائر سے محبت میں رکاوٹ اور غیر مسلموں کے غلط نظریات و عقائد کی تائید ہوتی ہو۔ تاہم غیر مسلموں سے ظاہری تعلق، اچھا برتاؤ،

انصاف، عدل، تحفہ وتحائف، لین دین، کاروباراور خوبصورت انداز بیاں، ان کے حقوق اورعزت وناموس کی حفاظت مسلمانوں کی ذمہ داری ہے جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ لَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَ تُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝﴾ (الممتحنه: 60 : 8)

''جن لوگوں نے تم سے دین کے معاملے میں لڑائی نہیں کی اور تمہیں جلا وطن نہیں کیا ان کے ساتھ اچھا سلوک واحسان کرنے اور منصفانہ برتاؤ کرنے سے اللہ تمہیں نہیں روکتا۔''

چوتھا شبہ: ......اگر اسلام نے غیر مسلموں کو اتنے حقوق دیے ہیں تو پھر انہیں سلام کہنے سے کیوں روکا گیا؟ اور اگر یہ سلام کریں تو جواب میں صرف وعلیکم کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: ......احادیث مبارکہ میں سلام کہنے کی بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے اسے آپس میں محبت کا باعث اور جنت مین داخلے کا سبب بتایا گیا ہے، اس کے کئی احکامات ہیں جنہیں کتب احادیث اوراس موضوع پر لکھی کتابوں میں دیکھا جاتا ہے۔

اس وقت بتانا مقصود ہے کہ آیا سلام کہنے کے تمام احکامات مسلمانوں کے آپس میں ہیں یا غیر مسلم کو بھی سلام کیا جا سکتا ہے؟

اس حوالے سے پانچ صورتیں سامنے آرہی ہیں جن میں سے چار پر اتفاق ہے جبکہ ایک مختلف فیہ ہے تفصیل ملاحظ فرمائیں:

۱۔ کسی غیر مسلم سے گفتگو کرتے ہوئے آپ اس نتیجے پر پہنچے کہ اب اس کے ساتھ بات چیت کرنا لا حاصل ہے تو اس کو التوا میں ڈالنے کے لئے سلام کہنا

اور مجلس برخاست کر دینا اسے سلام متارکہ کہا جاتا ہے ہمارے معاشرے میں
سات سلام کہنا اس کا مطلب لیا جاتا ہے اس کا تذکرہ قرآن مجید میں چار
مقامات پر ہے۔

(اوّل)......ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنے والد کے سامنے توحید کا پیغام رکھا تو انہیں گھر سے نکل جانے بلکہ پتھر مار مار کر قتل کر ڈالنے کی دھمکی سننی پڑی تو اس کے بعد انہوں نے یہ رویہ اختیار کیا:

﴿قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ۝﴾

(مریم : 47:19)

''کہا اچھا تم پر سلام ہو میں تو اپنے رب سے تمہاری بخشش کی دعا کرتا رہوں گا (تاہم جب والد کی وفات شرک پر ہوئی تو دعا کرنا چھوڑ دیا تھا) بلاشبہ وہ مجھ پر حد درجہ مہربان ہے۔''

(دوم)...... رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی قوم کا شکوہ اللہ تعالیٰ سے کیا کہ یہ ایمان نہیں لاتے تو حکم ہوا۔

﴿فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ۭ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝﴾ (الزخرف 43 : 89)

''پس (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) تم ان سے منہ پھیر لو اور رخصتانہ سلام کہہ دے انہیں خود ہی (اپنا انجام) معلوم ہو جائے گا۔''

(سوم)......ایمان والے لوگوں کا طرز عمل یہ بتایا گیا:

﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝﴾ (الفرقان 25 : 63)

''اور الرحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر عجز وانکسار کے ساتھ چلتے ہیں اور جب بے علم لوگ ان سے باتیں کرنے لگتے ہیں تو وہ کہہ دیتے

ہیں کہ سلام ہے۔''

(چہارم) ......

﴿وَ اِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَ قَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ﴿۵۵﴾﴾

(القصص 28 : 55)

''اور (اللہ کے نیک بندے) جب بیہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے کنارہ کر لیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے عمل ہمارے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ،تم پر سلام ہو ہم جاہلوں کی ہم نشینی نہیں چاہتے۔''

۲۔ سلام کے مشروع الفاظ ''السلام علیکم'' کے علاوہ دوسرے کلمات استعمال کرنا مثلاً ﴿اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی﴾ (جس نے ہدایت کی پیروی کی اس پر سلام ہو) اسی طرح حال واحوال دریافت کرنے کے لئے بولے گئے الفاظ مثلاً کیا حال ہے؟ آپ خیریت سے ہیں ، وغیرہ وغیرہ لیکن یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ کوئی ایسا جملہ جو غیر مسلموں کا مذہبی شعار اور پہچان ہے اسے استعمال نہیں کیا جائے گا اس میں غیروں والی نقالی اور مشابہت ہے جو شرعی لحاظ سے ممنوع ہے۔

دلائل

(اوّل)......سیدنا موسیٰ اور سیدنا ہارون **علیھما السلام** جب فرعون کے دربار میں گئے تو اسے ان الفاظ سے سلام کیا۔

﴿وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی ﴿۴۷﴾﴾ (طٰہٰ : 20:47)

''اور سلامتی اس کے لئے جو ہدایت کا پابند ہو جائے۔''

(دوم)...... رسول اکرم ﷺ نے روم کے بادشاہ ہرقل کو خط لکھا اس کا آغاز ان الفاظ سے ہے۔

((بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ اِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ
اَلسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى .))

''یہ خط محمد ﷺ جو اللہ کا بندہ اور رسول ہے کی جانب سے روم کے بادشاہ ہرقل کے نام ہے جس نے ہدایت کی پیروی کی اس پر سلام ہو۔''[1]

(سوم)...... غیر مسلموں کو مشروع الفاظ کے ساتھ سلام کہنا ممنوع ہے اس کے علاوہ کسی صورت کو غلط قرار نہیں دیا گیا (تفصیل آگے آرہی ہے) جس سے معلوم ہوا کہ دوسرے الفاظ استعمال ہو سکتے ہیں۔

علامہ زمخشریؒ کہتے ہیں کسی غیر مسلم کو دنیا کی بہتری کی دعا دینے میں کوئی قباحت نہیں۔[2]

حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ ممانعت مشروع سلام کہنے کی ہے اس کے سوا الفاظ کے ساتھ سلام کہنا درست ہے۔[3]

(چہارم)...... رسول اکرم ﷺ کے پاس یہود اس نیت سے چھینکتے کہ آپ ﷺ انہیں ((يَرْحَمُكُمُ اللّٰه)) (اللہ تم پر رحم فرمائے) ایسے الفاظ سے دعا دیں۔ لیکن آپ ﷺ فرماتے:

((يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَ يُصْلِحُ بَالَكُمْ .))

---

[1] بخاری، رقم 7۔ [2] تفسیر کشاف 550/1۔
[3] فتح الباری: 40/11۔

''اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہارے معاملات سنوار دے۔''[1]

معلوم ہوا کہ دنیوی معاملات میں خیر و برکت کی دعا غیر مسلموں کے لئے کی جاسکتی ہے۔

۳۔ **مخلوط مجلس**:......اگر کسی مجلس میں غیر مسلم اور مسلم دونوں طرح کے افراد موجود ہیں تو اس وقت سب کو مشترکہ طور پر سلام کیا جاسکتا ہے اس کی ضرورت کلاس روم، دفتر، فیکٹری اور مناظرہ قسم کے مذہبی اجتماع میں پڑتی ہے۔

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی تیمارداری کے لئے تشریف لے گئے میں بھی ساتھ تھا۔ راستے میں ایک جگہ لوگ بیٹھے تھے جن میں مسلمان، بتوں کے پجاری اور یہودی بھی تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پہنچے......

((فَسَلَّمَ عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ اِلَى اللّٰهِ وَ قَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ .))[2]

تو نبی علیہ السلام نے انہیں سلام کیا، ٹھہرے اور سواری سے نیچے اتر کر انہیں اللہ کی طرف دعوت دی اور قرآن پڑھ کر سنایا، امام بخاری رحمۃ اللہ نے اس حدیث پر یہ عنوان قائم کیا:

((بَابُ التَّسْلِيْمِ فِيْ مَجْلِسٍ فِيْهِ اَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ .))

''ایسی مجالس میں جا کر سلام کہنے کا بیان جس میں مسلمان اور مشرک

---

[1] صحیح ابو دائود : 5038۔ [2] بخاری : 6254۔

جمع ہوں۔''

۴۔ ایسا شخص سامنے آیا جس کے مذھب کا علم نہیں تو اسے بھی سلام کرنا۔

(اول)......رسول اکرم ﷺ سے کسی نے پوچھا اسلام کی کونسی صورت سب سے بہتر ہے۔تو فرمایا:

((تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَ تَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَعَلٰی مَنْ لَّمْ تَعْرِفْ .))

''کھانا کھلانا، پہچان والے اور ناواقف کو سلام کہنا۔''[1]

(دوم)...... رسول اکرم ﷺ ایک مرتبہ مقام روحاء پر پہنچے تو وہاں قافلہ دیکھا انہیں سلام کیا پھر پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم مسلمان ہیں۔[2]

۵۔ صرف غیر مسلموں کی مجلس ہو یا راستے میں کسی جگہ غیر مسلم مل جائے اور اس کے متعلق علم بھی ہے اسے ''السلام علیکم'' کہا جائے گا کہ نہیں اس سلسلے میں مختلف موقف ہیں۔

(اوّل)......منع کے قائل حضرات کی دلیل یہ ہے: سیدنا ابوھریرہؓ کا بیان ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَبْدَءُ وا الْيَهُوْدَ وَ لَا النَّصَارٰی بِالسَّلَامِ فَاِذَا لَقِيْتُمْ اَحَدَهُمْ فِیْ طَرِيْقٍ فَاضْطَرُّوْهُ اِلٰی اَضْيَقِهٖ .))

''یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو اور جب تم ان میں سے کسی کو راستے پر ملو تو اسے تنگ راستے کی طرف مجبور کر دو۔''[3]

جمہور سلف صالحین کا یہی موقف ہے اور تنگ راستے کی طرف مجبور کرنے کا

---

[1] بخاری: 6236۔ مسلم: 39۔ [2] صحیح ابو دائود البانی: 1734۔

[3] صحیح مسلم: 2167۔

مطلب یہ ہے کہ اگر تنگ راستے میں آمنا سامنا ہو جائے تو ان کا اکرام اور عزت و توقیر کرتے ہوئے ایک جانب نہ ہٹو یہ مفہوم نہیں کہ جب کسی وسیع اور کھلے راستے پر آمنا سامنا ہو تو پھر انہیں تنگ راستے سے گزرنے پر مجبور کرو کیونکہ یہ تو تکلیف دینے والی بات ہے جو شرعی سبب کے بغیر ممنوع اور حرام ہے۔[1]

(دوم) ......غیر مسلموں کو سلام کرنے کے قائلین: سلف صالحین میں سے چند افراد ہی مسنون سلام کہنے کے قائل ہیں اور ان کے دلائل عمومی ہیں اور اس سلسلے میں خصوصی دلیل نبی اکرم ﷺ سے ثابت نہیں۔

☆ سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ:

((كَانَ لَا يَمُرُّ بِمُسْلِمٍ وَ لَا يَهُوْدِيٍّ وَ لَا نَصْرَانِيٍّ اِلَّا بَدَأَ بِالسَّلَامِ فَقِيْلَ لَهُ فَقَالَ اِنَّا أُمِرْنَا بِاِفْشَاءِ السَّلَامِ .))

”وہ مسلمان، یہودی اور عیسائی کے پاس سے گزرتے تو اسے السلام علیکم کہنے میں پہل کرتے ان سے پوچھا گیا تو جواب دیا ہمیں سلام عام کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔“[2]

☆ جناب علقمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں ایک مرتبہ میں سیدنا ابن مسعودؓ کے پیچھے سواری پر بیٹھا تھا کہ ایک دہقان (ذمی) بھی شریک سفر ہوا، تھوڑی دور جا کر راستہ سے الگ ہو گیا تو انہوں نے اس ذمی کو السلام علیکم کہا میں نے پوچھا یہ کیا؟ انہیں سلام میں ابتداء کرنا آپ ناپسند نہیں کرتے؟ انہوں نے فرمایا ہاں ناپسند کرتا ہوں لیکن صحبت کا حق بھی تو ہے[3] (اس لئے میں نے سلام کیا)

---

[1] فتح الباری :40/11۔

[2] فتح الباری :41/11۔ قال الحافظ فاخرج ا لطبری بسند جید،ابن ابی شیبہ : 26265۔

[3] اس روایت کو حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ نے طبری کے حوالے سے فتح الباری (۱۱۔۴۱) پر نقل کیا ہے اور اسکی سند کو صحیح قرار دیا۔

☆ جناب سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس قرآنی آیت کے عموم سے جواز کا استدلال کیا ہے:

﴿لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ لَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَ تُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝۸﴾ (الممتحنه : 8:60)

''جن لوگوں نے تم سے دین کے معاملہ میں لڑائی نہیں کی اور تمہیں جلا وطن نہیں کیا ان کے ساتھ اچھا سلوک و احسان کرنے اور منصفانہ برتاؤ کرنے سے اللہ تمہیں نہیں روکتا بلکہ اللہ تو انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

ان کا کہنا ہے کہ غیر مسلم کو سلام کہنے میں ابتداء کرنا بھی تو ان کے ساتھ اچھے سلوک کی ایک صورت ہے۔[1]

☆ جناب محمد بن عجلان رحمہ اللہ کہتے ہیں سیدنا ابو درداء، عبداللہ اور فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہم اہل شرک کو سلام کرنے میں ابتداء کیا کرتے تھے۔[2]

☆ جناب محمد بن کعب رحمہ اللہ نے حسب ذیل آیت کے عموم سے استدلال کر کے اپنے طرز عمل کی نشاندہی فرمائی:

﴿فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝﴾

''(اے نبی ﷺ) ان (مشرکوں) سے اعراض کر اور سلام کہہ دے عنقریب انہیں (اپنا انجام) معلوم جائے گا۔''[3]

☆ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اہل کتاب کے ایک شخص کو خط لکھا اور اس میں

---

[1] فتح الباری :39/11۔ [2] ابن ابی شیبہ : 26266 ۔

[3] ابن ابی شیبہ: 26264۔ فتح الباری :39/11۔

"اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ" لکھا۔ ①

دلیل خاص :......سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو جب ان کے والد، چچا اور خاندان کے دیگر افراد لینے کے لئے آئے تھے (یہ تمام لوگ غیر مسلم تھے) تو حضرت زیدؓ نے نبی ﷺ کا احترام کرتے ہوئے ان کا استقبال نہ کیا، انہوں نے ان سے بات کی تو جواب نہ دیا: آنحضرت ﷺ نے پوچھا یہ کون ہیں تو بتایا میرے گھر والے ہیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

((قُمْ فَسَلِّمْ عَلَيْهِمْ يَا زَيْدُ فَقَامَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَ سَلَّمُوْا عَلَيْهِ.))

''اے زید کھڑے ہو جاؤ اور انہیں سلام کہو چنانچہ انہوں نے کھڑے ہو کر سلام کیا اور انہوں نے بھی سلام کیا۔'' ②

غیر مسلم کو سلام کہنے میں ابتدا کرنے کے جواز کی یہ واضح ترین روایت ہے لیکن امام ذہبی رحمہ اللہ کی تعلیق کے حوالے سے لکھا گیا ہے: کہ انہوں نے التلخیص سے اس روایت کو اس کے ضعیف ہونے کے سبب حذف کر دیا۔

اس دور کے کئی دانشور حضرات کے نزدیک سلام کی ممانعت کا حکم خاص پس منظر رکھتا ہے یعنی جو غیر مسلم مسلمانوں کو جینے کا حق نہیں دیتے اور یہودِ مدینہ کی طرح ہر وقت اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں انہیں سلام کہنے کی ابتدا نہیں کرنی اور اگر ایسے لوگ سلام کہیں تو جواب میں فقط وعلیکم کہا جائے گا۔

یہودِ مدینہ کا قصہ یوں ہے: رسول اکرم ﷺ مدینہ منورہ پہنچے تو یہود کے ساتھ امن و امان، مذہبی آزادی اور باہمی تعاون کا معاہدہ کیا لیکن یہود نے کبھی

---

① ابن ابی شیبہ: 26262۔ لیکن سند میں ،،رجل،، **مجہول** ہے۔

② مستدرك حاكم: 235/3 ، رقم: 4946۔

بھی اس کی پاس داری نہ کی۔

اسلام دشمن سازشیں اور خیانتیں روز بروز بڑھتی ہی چلی جا رہی تھیں۔ سلام و کلام میں مسلمانوں کو زبان ٹیڑھی کرتے ہوئے بد دعا دے جاتے تھے۔ ان تمام حرکتوں کے باوجود اللہ تعالیٰ نے درگزر کا حکم دیا۔[1]

جب یہ سازشیں آخری حد کو پہنچ گئیں تو ان سے جنگ بھی ہوئی اور انہیں جلا وطن بھی کیا گیا۔(الحشر: 51) اس طرح کے حالات میں یہود سے سلام کرنے کے رویہ میں تبدیلی آتی رہی ہے، ہوسکتا ہے سلام میں پہل نہ کرنے اور راستہ میں ان کا احترام نہ کرنے کی ہدایت اسی طرح کے حالات میں دی گئی ہو۔ ظاہر بات ہے حالات کے بدل جانے سے شرعی حکم بھی بدل جائے گا۔

ایسے بدعتی لوگ جو مذہب کو بدلنے کی کوشش کرتے ہیں بائبل میں بھی انہیں سلام کرنے سے روکا گیا ہے چنانچہ لکھا ہے: ''اگر کوئی تمہارے پاس آئے اور یہ تعلیم (جو میں نے بتائی ہے) نہ دے تو اسے گھر میں آنے دو اور نہ سلام کرو کیونکہ جو کوئی اسے سلام کرتا ہے وہ اس کے بُرے کاموں میں شریک ہوتا ہے۔''

(۲۔یوحنا،۱:۱۰۔۱۱)

بحث کا خلاصہ

کسی کو سلام کہنا اسلامی تہذیب کا شعار ہے اختلافی صورت میں زیادہ تر علماء کا موقف ہے کہ غیر مسلم کو سلام کے مسنون الفاظ کہنے میں ابتدا نہیں کرنی چاہئے۔ انکی دلیل زیادہ واضح اور ٹھوس ہے لیکن اسکے باوجود اگر کوئی مسلمان حالات کے پیش نظر محسوس کرتا ہے کہ مسنون الفاظ کہنے میں دعوت و تبلیغ کے دروازے کھلتے اور غیر مسلم

[1] البقرہ: 109:2۔

اسلام کے زیادہ قریب آ جائیں گے ان غیر مسلموں میں یہود مدینہ کی طرح تعصب، عناد اور شرارت وغیرہ نہیں پائی جاتی نیز سلام نہ کرنے کے نتیجے میں غیر مسلم بدکتے ہوں اور سلام کہہ دیتا ہے تو اسے مخالف سلف نہیں کہا جا سکتا کیونکہ چند افراد سلف میں سے بھی اس کے قائل تھے۔تاہم جہاں تک ہو سکے غیر مسلم کو سلام کرنے میں دوسرے الفاظ ہی استعمال کرنے چاہییں یہ اجازت انتہائی مجبوری کے حالات کے پیش نظر ہے۔(وَ اللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ)

غیر مسلم کے سلام کا جواب

سلام کرنے والے کے مذہب کا علم نہ ہو تو اسے واضح الفاظ میں وعلیکم السلام کہا جائے گا لیکن جس کا یقین ہے کہ وہ غیر مسلم ہے اس کے جواب میں کیا کہا جائے۔اس کے بارے میں احادیث مبارکہ میں فقط دو الفاظ

"وَ عَلَیْکُمْ" یا "عَلَیْکُمْ" کا تذکرہ ملتا ہے۔

اس سلسلے میں احادیث یہ ہیں:

☆ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

((اِنَّ اَھْلَ الْکِتَابِ یُسَلِّمُوْنَ عَلَیْنَا فَکَیْفَ نَرُدُّ عَلَیْھِمْ قَالَ قُوْلُوْا وَ عَلَیْکُمْ .))①

''اہل کتاب ہم سے سلام کرتے ہیں ہم ان کا جواب کیسے دیں؟''

تو فرمایا: وعلیکم کہہ دیا کرو۔

☆ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل کتاب جب تم کو سلام کہیں تو جواب میں تم وعلیکم کہا کرو۔②

---

① مسلم، رقم: 5781۔ ② بخاری: 6258۔

اس کی وجہ دیگر احادیث سے واضح ہوتی ہے کہ یہود شرارت کے ساتھ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کی بجائے السّام علیکم کہا کرتے تھے جس کا معنی ہے: تم پر موت آئے یا تم دین سے اُکتا جاؤ۔ نبی ﷺ نے ان کے جواب میں فقط وعلیکم کہنے کا حکم دیا تا کہ ایک تو باوقار اور شریفانہ انداز میں ان کا جواب ہو جائے دوسرا زبان غیر مہذب الفاظ سے پاک رہے

☆ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمُ الْيَهُوْدُ فَاِنَّمَا يَقُوْلُ اَحَدُهُمُ السَّامُ عَلَيْكَ فَقُلْ وَ عَلَيْكَ .))

''جب یہودی تمہیں سلام کہتے ہیں تو السَّــامُ عَلَيْكَ کا لفظ بولتے ہیں لہٰذا تم اسے ''وَ عَلَيْكَ'' ہی کہو۔'' ①

☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی ﷺ کے پاس کچھ یہودی آئے اور انہوں نے اَلسَّــامُ عَلَيْكَ کہا۔ میں نے جواب دیا: عَـلَـيْـكُـمُ السَّامُ وَ اللَّعْنَةُ (تمہیں موت آئے اور اللہ کی تم پر لعنت ہو) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ ٹھہر جا، صبر کر یاد رکھ اللہ تعالیٰ ہر معاملے میں نرمی کو پسند کرتا ہے میں نے عرض کی ان کی بدزبانی آپ ﷺ نے سنی نہیں؟ فرمایا میں نے انہیں ''وَ عَلَيْكُمْ کہہ کر'' جواب تو دے دیا تھا۔ ②

(صحیح مسلم: 5788) کی ایک روایت میں ہے کہ ہماری دعا ان کے خلاف قبول ہوگی (کیونکہ ہم مظلوم ہیں) اور انکی ہمارے خلاف قبول نہ ہوگی (کیونکہ وہ ظالم ہیں) یہود کی اسی شرارت اور خبث باطن کی نشاندہی کے لئے قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی ہے:

---

① بخاری: 6257۔ ② بخاری: 6256۔

﴿وَ اِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَ يَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْ لَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ؕ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝﴾ (المجادلہ 58 : 8)

''اور جب تیرے پاس آتے ہیں تو تجھے ان لفظوں سے سلام کرتے ہیں جن لفظوں میں اللہ تعالیٰ نے نہیں کہا اور اپنے دل میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمارے اس کہنے پر سزا کیوں نہیں دیتا ان کے لئے جہنم کافی سزا ہے جس میں یہ جائیں گے پس وہ بُرا ٹھکانہ ہے۔''

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہود کے بغض وعناد اور شرارت کے سبب ایسا جواب دینے کا حکم ہے۔جبکہ جہاں ایسا سبب نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات یا اسلامی معاشرے کے زیراثر غیر مسلم صحیح الفاظ میں مسلمانوں کو السلام علیکم کہتے ہیں تو ان کے جواب میں بھی مسلمانوں کا رویہ مختلف ہونا چاہیے کیونکہ حالات کے بدل جانے سے بعض احکامات میں تبدیلی آ جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ سلف کی ایک جماعت غیر مسلم کے سلام کے جواب میں وعلیکم السلام کہنے کی قائل ہے چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((وَ ذَهَبَ جَمَاعَةٌ مِّنَ السَّلَفِ اِلٰى اَنَّهٗ يَجُوْزُ اَنْ يُقَالَ فِى الرَّدِّ عَلَيْهِمْ وَ عَلَيْكُمُ السَّلَامُ كَمَا يُرَدُّ عَلَى الْمُسْلِمِ .))[1]

اسی طرح کی بات عمدۃ القاری (۱۸۔۳۰۶) میں بھی ہے۔اس ضمن میں دلائل یہ ہیں:

☆ جب کوئی سلام کرے تو اسے سلام کا جواب دینا ضروری و لازم ہے کیونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

---

[1] فتح الباری: 45/11۔

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ﴿٨٦﴾ (النساء: 86:4)

”اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اس سے اچھا جواب دو یا انہی الفاظ کو لوٹا دو بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔

☆ جناب ابن زید اور قتادہ کا کہنا ہے کہ اسی جیسے الفاظ میں جواب دینا اہل کتاب کے حق میں ہے جبکہ بہتر الفاظ میں مسلمانوں کو جواب دیا جائے گا۔①

☆ جناب شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے ایک ذمی کو خط لکھا اور اس میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ لکھا ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ تو جواب دیتے ہیں :اس نے پہلے مجھے سلام لکھا تھا میں اس لئے جواب میں لکھ رہا ہوں۔②

پانچواں شبہ :......غیر مسلموں کو کافر کہہ کر ان کی توہین کی جاتی ہے۔

جواب :......غیر مسلم کو کافر کہنا ہرگز توہین ہے نہ ہی گالی ہے کیونکہ اس کا لغوی معنی چھپانا اور انکار کرنا ہے، حجت تمام ہونے کے بعد بھی اگر کوئی غیر مسلم اسلام قبول نہیں کرتا تو اس نے اسلام کا انکار کر دیا اور اسے چھپایا ہے اس لیے یہ لفظ کہا جاتا ہے قرآن مجید میں تو کاشت کاروں کو کفار کہا گیا ہے جو کافر کی جمع ہے۔③

یہ اس لیے کہ کاشتکار بیج کو زمین میں چھپاتا ہے اس لیے یہ لفظ انکے لیے استعمال کیا گیا۔ اگر یہ گالی یا توہین پر مبنی ہوتا تو ہرگز کسانوں کے لیے مستعمل نہ ہوتا کافر کہنا توہین اور گالی دینا ہوتا تو مکہ اور مدینہ میں مسلمانوں کے مخالفین آسمان سر پر اٹھا لیتے کہ ہمیں گالی دی گئی ہے جبکہ ایسا نہیں ہوا، معلوم ہوا ہے کہ اہل زبان کافر کہنے کو گالی خیال نہیں کرتے تھے۔ لفظِ کافر غیر مسلم (Non Muslim) کا مترادف

---

① تفسیر طبری: 588/8۔ ② مصنف ابن ابی شیبہ: 26268۔

③ الحدید: 20:57۔

ہے اس کو ایسے سمجھ سکتے ہیں اگر کسی ملک کا باشندہ دوسرے ملک میں جائے تو وہاں کے رہنے والے کہیں گے یہ ہمارے ملک کا نہیں، امریکہ میں کہا جائے گا یہ امریکی نہیں، سعودی عرب میں یہ کہ سعودی نہیں، اور پاکستان میں یہ کہ پاکستانی نہیں، تو کیا اسے توہین و گالی قرار دیا جائے گا؟ کافر ایک اصطلاح ہے جو مسلمانوں اور دیگر مذاہب کے ماننے والوں میں فرق واضح کرنے کے لیے ہے۔

چھٹا شبہ:...... اسلام میں غیر مسلموں کے خلاف جہاد کرنے کا حکم کیوں ہے؟

جواب: دیگر اعتراضات کی طرح یہ بھی اسلام کا مطالعہ نہ کرنے کا نتیجہ ہے کیوں کہ اسلامی تعلیم میں ہر غیر مسلم کو قتل کرنے کا حکم نہیں بلکہ ان کے خلاف جہاد کیا جائے گا جو مسلمانوں کے خلاف اسلحہ لے کر میدان میں اترے ہیں یا پھر مسلمانوں کو ظلم و تشدد کا نشانہ بناتے ہیں اسکی سب سے بڑی دلیل آج تک مسلم ممالک میں پائے جانے والے غیر مسلم ہیں جو نسل در نسل اپنے آبائی مذہب پر قائم ہیں۔

زُبدۃ الکلام یہ ہے کہ اسلام کے حکم جہاد کو سمجھنے کے لئے تین چیزوں پر خصوصی توجہ دینی ضروری ہے۔

اول: جنگ کس مقصد کے لئے ہے؟ **دوم**: جنگ کن کے خلاف لڑی جائے۔

سوم: جنگ میں کن شرائط و قیود کی پابندی ضروری ہے۔

ان باتوں کو جب مدنظر رکھیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی جنگیں آتشِ انتقام کو بجھانے کے لئے لڑی گئیں اور نہ کسی قوم کی نسلی برتری کو ثابت کرنے کے لئے۔ اسی طرح ان سے کوئی صنعتی و تجارتی مفاد وابستہ ہوتا ہے اور نہ ہی لوگوں کو جبراً دین اسلام قبول کروانا بلکہ محض ظلم و سربریت کے خاتمہ کی اور حق کی سربلندی کے لئے لڑی جاتی ہیں۔ (تفصیل کے لیے راقم کا کتابچہ "رحمۃ للعالمین ﷺ کے اصول جنگ" دیکھیں)

❀❀❀❀❀